AlFaez

ذرا سی بات تھی اندیشۂ عجم نے جسے بڑھا دیا ہے یونہی زیبِ داستاں کیلئے

# تحقیق شہادت حسین رضی اللہ عنہ

شیعہ کتب سے

حکیم فیض عالم صدیقی

شائع کردہ

انجمن تحفظ ناموس صحابہ ناظم آباد کراچی

۱۸

Presented by: https://jafrilibrary.com

AlFaez



# ابتدائیہ

مجوس کی سازش سے سیدنا فاروقِ اعظمؓ شہید ہوئے اور مجوس و یہود کے گٹھ جوڑ نے سیدنا ذوالنورینؓ کو خاک و خون میں تڑپا کر شہید کیا۔ اور آخر اپنے بچاؤ کے لئے سیدنا علیؓ کو گھیر کر اورنگ نشینِ خلافت کیا۔ سیدنا حسنؓ باوجود نوجوانی کے اُن کے مالہ وماعلیہ سے خوب واقف تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان حالات میں میرے والد اس منصب کو قبول کریں۔ بہرحال نتیجہ معلوم جمل اور صفین کے معرکوں کے بعد سیدنا علیؓ اپنے ایک شیعہ کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرما گئے۔ [١]

سیدنا علیؓ نے آخری وقت سیدنا حسنؓ کی خلافت کے متعلق کوئی "نص" یا حکم تو درکنار اشارہ تک نہیں فرمایا تھا۔ مگر اسلام دشمن تخریبی عناصر نے جن کی پشت پر پوری قوم مجوس اور یہود تھی سیدنا حسنؓ کو خلیفہ بنا دیا۔ مگر آپ نے اُن سے اس شرط پر بیعت لی کہ جس سے میں صلح کروں گا تمہیں بھی صلح کرنی پڑے گی جس سے میں لڑوں گا تمہیں بھی لڑنا پڑے گا۔ [٢]

١ سیدنا علیؓ اپنے خلافت کے تمام دور میں اپنے شیعوں سے نالاں رہے۔ چنانچہ ایک بار آپ نے فرمایا میں تم سے سخت تنگ ہوں۔ جو سلوک تم مجھ سے کر رہے ہو اس کی نسبت مجھے موت محبوب ہے۔ (نہج البلاغہ ص ۲۴۷ امامیہ کتب خانہ لاہور) خدا کرے تمہیں سیدھی راہ دیکھنی نصیب نہ ہو (نہج البلاغہ ص ۱۲۶ طبع لاہور) تم میرا حکم نہیں مانتے تمہارا برا ہو (ص ۱۶۶) تم اس عورت کی طرح ہو جو ایام حمل پورے ہونے پر مرا ہوا بچہ گرا دے ص ۱۹۹

٢ جلاء العیون ص ۳۴۳۔



آپ کو پہلے ہی ان لوگوں کی ریشہ دوانیوں کا خوب علم تھا۔ آپ نے ہر چند کوشش کی کہ یہ لوگ راہِ راست پر آجائیں۔ مگر ان کا تو مقصد ہی تخریب کاری تھا۔ ایک نے اُن کی ران پر نیزہ مار کر زخمی کر دیا، دوسرے نے کندھے سے چادر کھینچ کر گھوڑے سے اتار لیا۔ تیسرے نے نیچے سے جائے نماز کھینچ لی۔ [٣] اور ایک نے تو بدباطنی اور خباثت کی حد کر دی۔ خدمت میں پہنچ کر کہا: السلام علیک یا مذل المومنین [illegible] اور مختار ثقفی گرفتار کر کے حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچانے پر تیار ہو گیا۔ [٥]

آخر آپ کے تقویٰ، پرہیزگاری، خشیتِ الٰہی اور فراست نے آپ کو یہ راہ سجھائی کہ اس افراتفری، قتل و غارت، فتنوں اور فسادوں کا علاج سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خلافت کی باگ ڈور سیدنا معاویہؓ کے سپرد کر دی جائے۔ [٦] سیدنا حسنؓ کا یہ کارنامہ تاریخ اسلام کا وہ زریں باب ہے جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ مگر آپ کا یہ عظیم اور مدبرانہ کارنامہ سیدنا حسینؓ کو پسند نہ آیا اور اس معاملہ میں بھائی کی مخالفت کی چنانچہ مجبور ہو کر سیدنا حسنؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں بیڑیاں پہنا کر قید کر دوں گا۔ [٧] کلینی بسندِ معتبر روایت کرتا ہے کہ حضرت حسنؓ کا معاویہؓ سے بیعت کرنا دنیا وما فیہا سے بہتر تھا (جلاء العیون ج ١ ص ۳۲۵)

حضرت حسنؓ کو حضرت معاویہؓ نے پانچ کروڑ نقد اور بیس لاکھ سالانہ وظیفہ مرحمت فرمایا۔ (تاریخ الخمیس [illegible])

بعارضہ ذیابیطس چالیس روز بیمار رہ کر راہ گزائے آخرت ہوئے۔ آپ کی زہر خورانی کے واقعہ کا خالق مسعودی متوفی ۳۴۶ھ ہے۔ اس سے پہلے کسی تاریخ میں زہر خورانی کا ذکر نہیں۔ دمیری نے لکھا ہے کہ آپ دو ماہ بیمار رہے۔

٣ جلاء العیون وغیرہ۔ ٤ جلاء العیون ص ۳۵۶ جلد اول۔ ٥ جلاء العیون اردو طبع لاہور۔ ص ۳۴۶ ج اوّل ٦ جلاء العیون۔ ٧ کتاب علی و بنوہ مصنفہ ڈاکٹر طٰہٰ حسین ص ۲۰۲

Presented by: https://jafrilibrary.com

AlFaez



ذیابیطس کا عارضہ تھا۔ شہد کا شربت پیا اور فوت ہو گئے ص۶۶ ج ۱
محقق لامن کہتا ہے کہ وہ حرم کی زندگی سے نحیف ہو کر فوت ہوئے۔ حضرت حسینؓ کے ذہن میں ابتداء سے ہی حکومت کا خیال تھا۔ حضرت حسینؓ کی وفات کے وقت تک مجوسی اور یہودی گٹھ جوڑ ایک منظم تحریک کی صورت اختیار کر چکا تھا چنانچہ اب اس اسلام دشمن تحریک نے سیدنا حسینؓ کو تاکا اور ان سے خط و کتابت شروع کر دی۔ مگر تمام عالم اسلام سیدنا امیر معاویہؓ کی بے مثال قیادت اور حکومت میں پُرامن زندگی گذار رہا تھا۔ سیدنا علیؓ کی خلافت کے دور میں ایک لاکھ کے قریب فرزندانِ توحید شہید ہو چکے تھے اور آپؓ کے مقبوضہ ممالک میں کسی کی عزت اور آبرو محفوظ نہ تھی۔ مگر اب تمام عالم اسلام سکھ کا سانس لے رہا تھا۔ ان حالات میں سیدنا حسینؓ اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے سے قاصر تھے چنانچہ انہوں نے کوفیوں کے ایک خط کے جواب میں لکھا:۔

"جب تک معاویہؓ زندہ ہیں تم لوگ اپنے اپنے گھروں میں خاموش بیٹھے رہو۔ ہم نے اُن کی بیعت کر لی ہے۔ ہاں اگر ان کی موت کا واقعہ پیش آگیا تو دیکھا جائے گا اُس وقت اپنی رائے سے تم کو مطلع کروں گا۔

مورخین نے متعدد واقعات قلمبند کئے ہیں کہ سیدنا حسینؓ حکومت کے کسی ضابطے کی پابندی نہیں کرتے تھے۔ مثلاً مرزا سپہر کاشانی مؤلف ناسخ التواریخ لکھتا ہے کہ یمن کے عامل نے خراج کا مال بھیجا تو سیدنا حسینؓ نے راستہ ہی میں اس پر قبضہ کر کے اپنے لوگوں میں تقسیم کر دیا"۔
(جلد ششم کتاب دوم ص۸۲)



سیدنا معاویہؓ ۲۲ رجب ۶۰ھ کو فوت ہو گئے اور امیر یزیدؒ بعمر ۳۸ سال بلا اختلاف اورنگ نشین خلافت ہوئے۔ خلیفہ بننے سے پہلے امیر یزیدؒ دس سال کا طویل زمانہ بطور ولیعہد گزار چکے تھے۔ اور تمام عالم اسلام ان کی بے پناہ خوبیوں سے خوب واقف ہو چکا تھا۔ سوائے سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ اور سیدنا حسینؓ بن علیؓ سب نے بشمول اُمہات المومنین اور سینکڑوں صحابہ کرامؓ بخوشی انکی بیعت کی۔ امیر یزیدؒ "حدیث مغفور" کے مصداق قسطنطنیہ کے جہاد میں کامیاب طور پر سپہ سالاری کے فرائض انجام دے چکے تھے ۵۰ سنہ ۵۱ سنہ ۵۲ ہجری میں، امیر حج کے فرائض ادا کر چکے تھے۔ لاکھوں مسلمان بشمول ہزاروں صحابہ کرامؓ معہ سیدنا حسینؓ ان کے پیچھے سینکڑوں نمازیں پڑھ چکے تھے۔ امیر یزیدؒ سے سیدنا حسینؓ کو صرف امر خلافت میں اختلاف تھا۔ ورنہ سیدنا حسینؓ کی بھتیجی سیدہ اُم محمد بنت عبداللہ ابن جعفر طیارؓ امیر یزیدؒ کے حرم کی زینت تھیں (کتاب نسب قریش ص۸۲)
(جمہرۃ الانساب ص۶۲)

المختصر یہ کہ امیر یزیدؒ کی خلافت کے وقت کوفہ کے "شیعہ مومنین" نے حضرت حسینؓ کو خطوط لکھنے شروع کئے کہ فوراً کوفہ پہنچئے۔ آپ نے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیلؓ کو کوفہ روانہ کیا۔ اور خود روانہ ہونے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ مگر باوجود انتہائی کوشش کے مدینۃ النبیؐ یا مکہ معظمہ کے ایک آدمی نے بھی اس امر میں ان کا ساتھ نہ دیا۔ بلکہ جس نے سنا اس نے روکا۔ وہ کیوں روکتے تھے اور کیوں منع کرتے تھے....؟ اس کی دو وجوہ تھیں۔ ایک یہ کہ عالم اسلام کا کسی

Presented by: https://jafrilibrary.com

AlFaez



ایک آدمی کے ہاتھ پر بیعت کر لینا شرعی طور پر نقض بیعت کی اجازت نہیں دیتا۔ دوسری وجہ یہ کہ تمام عالم اسلام میں امیر یزیدؒ کی زندگی کے ۳۸ سال بسر ہو چکے تھے اور اس تمام عرصہ میں لوگوں نے امیر موصوفؒ سے سوائے نیکی، بھلائی، خدمتِ دین، پرہیزگاری، تقوےٰ اور جہاد کے اور کوئی بات نہ دیکھی تھی۔ چنانچہ حضرت حسینؓ کے ارادۂ خروج سے واقف ہو کر جن لوگوں نے آپ کو اس امر سے باز رہنے کا مشورہ دیا ان میں سے خصوصی طور پر آپ کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کا نام گرامی سرِ فہرست ہے حضرت عبداللہ آپ کے بہنوئی بھی تھے۔ سیدہ زینبؓ آپ کے حبالۂ عقد میں تھیں۔ وہ جب اپنے بھائی کے ساتھ تیار ہوئیں اور حضرت عبداللہؓ کے روکنے سے نہ رکیں تو انہوں نے سیدہ زینبؓ کو طلاق دے دی۔ اور علی الزینبی اکلوتا بیٹا ان سے چھین لیا۔ جن لوگوں نے عون اور محمد آپ کے دو بیٹے بیان کئے ہیں، ان کی جہالت پر سوائے افسوس کے کیا کیا جا سکتا ہے، یہ ہر دو آپ کے دیور تھے بیٹے نہیں تھے
سیدنا عبداللہ بن عباسؓ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر فاروقؓ۔ عبداللہ بن مطیعؓ حضرت عمر بن عبدالرحمنؓ، ابو واقد اللیثیؓ، جابر انصاریؓ، ابو سعید خدریؓ وغیرہ نے آپ کو ارادۂ خروج سے روکا۔ اور آپ کے سوتیلے بھائی محمد بن الحنفیہ تو یہ سن کر رو پڑے۔ (روضۃ الاصفیا ص ۲۵۲ طبع لاہور۔)

مشہور شاعر فرزدق جو بقول شوستری بہت بڑا شیعہ تھا اس نے بھی روکا۔ یہاں قابل غور امر یہ ہے کہ آپ کے ارادۂ خروج سے مدینہ کے تمام لوگ واقف ہو چکے تھے، مگر ایک طرف تو آپ کا ساتھ دینے کے لئے آپ کے چچازاد بھائی تک تیار نہ ہوئے اور دوسری طرف عمال حکومت سب کچھ دیکھتے ہوئے خاموش رہے۔ اور سوائے ارادہ خروج سے باز رکھنے کے ایک فرد نے بھی خروج میں آپ کا ساتھ نہ دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ مکہ سے روانگی تک خروج کے ارادہ کو کسی نے کوئی اہمیت نہ دی۔ ایک پُر امن سلطنت کے اندر ایک آدمی کی اس قسم کی حرکات سنجیدہ لوگوں کے نزدیک ایک بچگانہ حرکت تھی۔ جن لوگوں نے آپ کو روکا ان کے روکنے کا مقصد یہ تھا کہ گھر سے نکل کر شدائد سفر کی تکالیف ایک شہزادے کے بس کا روگ نہیں ہوں گی۔ آپ مدینہ سے مکہ پہنچے اور حج سے دو دن پہلے مکہ سے عازم کوفہ ہو گئے۔ یہاں پھر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ حج کے موقع پر تقریباً تمام عالم اسلام کے منتخب ذہن و دماغ جمع ہوتے ہیں۔ اگر آپ اپنے مؤقف کو صحیح سمجھتے تھے یا آپ کے پاس امیر یزیدؒ کے فسق اور میخواری کا ایک بھی ثبوت موجود تھا تو حج کے موقع پر تمام عالم اسلام کے سامنے پیش کرتے۔ مگر آپ خود جانتے تھے کہ امیر یزید کی بداخلاقی یا بداعمالی کے متعلق ان کے پاس کوئی ایسا ثبوت موجود نہیں، جسے وہ لوگوں کے سامنے پیش کر کے اپنے خروج کے لئے راستہ ہموار کر سکیں اس لئے وہ حج سے دو دن پہلے ہی کوفیوں کے چکمے، فریب اور دھوکے میں آ کر مکہ سے روانہ ہو گئے۔

حج سے عین دو دن پہلے مکہ سے روانہ ہونے کی ایک اور وجہ بھی تھی آپ خوب جانتے تھے کہ حج کے موقع پر مجھے اس خروج سے روکنے والے ہزاروں افراد موجود ہوں گے ۔۔ اور ایسا نہ ہو کہ میں کوفہ پہنچنے سے محروم رہ جاؤں مکہ سے کوفہ تیس منزل دور ہے۔ اور اس زمانہ میں سرائے ادھر یا ادھر قیام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس لحاظ سے حضرت حسینؓ ۸ محرم شام کو

Presented by: https://jafrilibrary.com

AlFaez



مُضافاتِ کوفہ میں پہنچے (جلاء العیون کی ایک روایت بھی اس کی مؤید ہے) مگر آپ کے جس قدر حالات کا تعلق ہے وہ تو بلا اختلاف صحیح ہیں مگر جہاں سے آپ کے حالات کی روایات آپ کے شیعوں کے ہتھے چڑھیں ایک قاری انکی تضاد بیانیوں کی بھول بھلیوں میں پھنس کر حواس باختہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق مشہور مصنف شاکر حسین اپنی مشہور تالیف "مجاہد اعظم" میں لکھتے ہیں۔ "عام کتابوں سے قطع نظر کر کے فریقین کی وہ مستند کتابیں جو تاریخ کی جان سمجھی جاتی ہیں، اس قدر مختلف البیان ہیں کہ دیکھنے والے ششدر رہ جاتے ہیں۔۔۔ اوّل سے آخر تک ایک بات پر بھی متفق اللفظ نہیں۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ کسی کا کوئی چشم دید واقعہ بیان نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ صدہا طبعزاد باتیں تراشی گئی ہیں۔ واقعات کی تدوین عرصہ دراز کے بعد ہوئی۔ مقتل کے مصنف کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس نے یہ واقعات سماعی لکھے ہیں[1] (مجاہد اعظم ص۱۷۷)

شاکر حسین صاحب کی اس حقیقت بیانی کے بعد واقعات کربلا کے متعلق کسی ایک واقعہ کو بھی صحیح سمجھ کر اس پر اظہار خیال کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ مگر آج شیعہ محافل و مجالس کی سرگرمیاں جن فرضی واقعات کے بل پر زندہ ہیں۔ انھیں مستند شیعہ کتب کی روشنی میں عوام کے سامنے پیش کرنا اس وجہ سے ضروری ہے کہ بھولے بھالے اور سادہ لوح شیعہ اصحاب جو تاریخ سے نابلد اور کورے ہیں اور اپنے مذہب کی مستند کتب کے مطالعہ کی طاقت نہیں رکھتے کسی حد تک واقف ہو جائیں۔

شیعہ اصحاب محرم[2] کے دس روز اس قسم کے واقعات کے تذکروں میں

[1] تفصیل کے لئے راقم کی تالیف حقیقت شیعہ ص۲۰۲ دیکھئے۔ [2] سیدہ فاطمہؓ کا نکاح محرم اور زفاف صفر کو ہوا (جلاء العیون ص۱۲۶ ج۱) مگر شیعہ اصحاب ۲۰ صفر یعنی چہلم تک ماتم مناتے ہیں۔



گذارتے ہیں کہ سیدنا حسینؓ نہایت بے بسی، بے کسی، غربت، بھوک اور شدید پیاس کی حالت میں نہایت بے دردی سے شہید کر دیئے گئے۔ سوائے علی (امام زین العابدین) کے کسی کو زندہ نہ چھوڑا گیا۔ پاکدامن بی بیوں کے سروں سے کپڑے اتار لئے گئے، انہیں اونٹوں کی ننگی پیٹھوں پر سوار کر کے گھمایا گیا۔ لاشوں کی پامالی کی گئی۔ انہیں نہایت رسواکن حالات میں پہلے دارالحکومت کوفہ میں اور پھر دارالخلافت دمشق میں پہنچایا گیا۔ یزید نے انہیں قید کر دیا اور بڑی بے حرمتی کی۔ علی اصغر معصوم شیرخوار کو پیاسا شہید کر دیا گیا۔ قاسم کی شادی ہوئی اور عباس فرات سے پانی لاتے ہوئے شہید کر دیئے گئے۔ غرضیکہ ایک ایک واقعہ پر کئی کئی دن مجالس میں طویل تذکرے ہوتے رہتے ہیں۔ ذاکرین عجیب عجیب انداز میں ان واقعات کو بیان کرتے ہیں۔ اور سادہ لوح شیعوں کو جن سے اُن کے اکابرین نے اصل حالات آج تک پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں رُلاتے ہیں۔

ان تمام باتوں کا مختصر سا خاکہ شیعہ مذہب کی مستند کتب میں مذکور ہے۔ محرم کی مروّجہ مجالس میں اِن کا ذکر تک نہیں۔

## کربلا میں حضرت حسینؓ کے ساتھی

⊙ کَانَ یَوْمُ الحسین تاسوعًا الف فارس وَمَامئة راجل وخمسین اهل السُّوق۔ یعنی ۹ محرم کو حضرت حسینؓ کے ساتھ ہزار سوار سو پیادے اور سو دو کاندار تھے (تصویر کربلا ص۳۴)

⊙ ۳۲ نفر اسی روز عمر سعد کے لشکر سے آپ کے لشکر میں آکر شامل ہوئے (ایضاً)

(بقیہ صفحہ گذشتہ) میرے دوستو آؤ اور اس سنت کو زندہ کرو تمام نکاح محرم میں کرو ورنہ تارکِ سنت بن رہے ہو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

AlFaez



## کربلا میں پانی موجود تھا اور کوئی بھی پیاس کی حالت میں شہید نہیں ہوا

⊙ ۔ ۷ محرم کو جب حضرت حسینؓ کے انصار پر پانی کی تنگی ہوئی تو جناب حسینؓ اپنے ہاتھ میں بیلچہ لے کر خیمہ کی پشت پر تشریف لے گئے اور چند قدم گن کر قبلہ کی طرف چلے۔ جلاء العیون میں ہے کہ نو قدم شمار کر کے پشتِ خیمہ سے قبلہ کی طرف چلے اور ریاض الشہادہ میں ہے کہ تین قدم چلے تھے اور مائتین میں ۱۹ قدم کا فاصلہ لکھا ہے۔ بہر نوع آپ نے اپنے ہاتھ سے کچھ زمین کھودی۔ فوراً ایک چشمہ میٹھے پانی کا بہنے لگا۔ اس پانی کو جناب امام حسینؓ اور اُن کے ساتھیوں نے پیا۔ اور پکھالیں بھر لیں۔ پھر وہ چشمہ غائب ہو گیا (تصویر کربلا مصنفہ سید آل محمد ص۳۱)، جلاء العیون باب ۵ ص۴۵۹ گلزار جنت ص۳۰ ناسخ التواریخ ج ۲ ص۳۲۵)

⊙ ۔ ۸ محرم کے واقعات میں لکھا ہے کہ:۔

اہلبیت اور انصار پر امام حسینؓ کے پیاس کی شدت نہایت ہوئی تو امام حسینؓ کو بہت فکر ہوئی۔ ریاض الشہادہ، جلاء العیون اور مائتین میں لکھا ہے کہ آپ نے اپنے بھائی عباسؓ کو حکم دیا کہ دریائے فرات سے پانی لاؤ ۔۔۔ عباسؓ بڑی شجاعت سے بیس مشکیں بھر کر لائے۔ اس لڑائی میں آپ کا کوئی شخص شہید ہوا اور نہ زخمی (تصویر کربلا ص۳۲-۳۳) عباسؓ کے بازو کٹانے کے قصے محض جھوٹ ہیں۔

⊙ ۔ ۱۰ محرم شب کو امام حسینؓ نے فرات سے پانی منگوایا اور اپنے اصحاب کو فرمایا کہ اسے پیو، یہ تمہارا آخری توشہ ہے، اور وضو، غسل کرو اور اپنے کپڑوں کو خوشبو لگاؤ وہ تمہارے کفن ہوں گے اور خود ایک طرف



ہو کر نورا (بال صفا پوڈر) لگانے لگے۔ (جلاء العیون ص۴۶۳)

⊙ ۔ دسویں محرم کو جناب زین العابدینؓ سے روایت ہے کہ بموجب حکم آنجناب تیس سواروں اور بیس پیادوں کو بھیجا تو وہ پانی کی چند مشکیں بھر کر لائے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا وضو اور غسل کرو اور اپنے کپڑوں کو خوشبو لگاؤ۔
(سیرت شہیدِ اعظم ص۱۲۱ منتہی الامال ص۳۰۹ جلد اول)

⊙ ۔ جب حضرت لشکر درست کر چکے تو حضرت نے حکم دیا کہ بڑا خیمہ نصب کیا جائے۔ خیمہ نصب کیا گیا تو حکم دیا کہ بڑے کاسہ میں مشک حل کیا جائے۔ چنانچہ حل کیا گیا تو آپ خیمہ کے اندر نورا (بال صفا پوڈر) لگانے گئے حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ انصاری چاہتے تھے کہ آپ کے بعد سب سے پہلے نورا وہ لگائیں۔ اور بریر کہتے تھے سب سے پہلے وہ لگائیں جب آپ نورا لگا چکے تو سب انصار نے اندر جا کر نورا لگایا۔
(طبری جلد۲ ص۲۵۲ طبع دکن)

⊙ ۔ سید امیر علی مشہور شیعہ مورخ لکھتا ہے کہ جب آپ میں اپنے بے رحم دشمنوں سے مقابلہ کی سکت نہ رہی تو تھکے ماندے اپنے خیمے کے دروازے پر بیٹھ گئے خیمہ کے اندر سے ایک خاتون نے آپ کو پانی کا پیالہ پیش کیا۔
(ہسٹری آف دی سارسینز طبع لندن باب ۵ ص۸۶ سطر۶)

اگر ذرا وقت نظری سے شیعہ مذہب کی امہات الکتب کا مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ کربلا میں پانی کی بندش کی داستان ایک بہت بڑا جھوٹ فریب اور جعل ہے اور نہایت بھونڈے انداز میں اور بد دیانتی سے حقیقت کو چھپا کر محض عوام کو گمراہ کیا جا رہا ہے

⊙ ۔ مُلا باقر مجلسی بھی اپنی شہرہ آفاق تالیف جلاء العیون میں لکھتا ہے کہ ۱۰ محرم آپ لڑتے بھڑتے فرات پر پہنچ گئے اور گھوڑا پانی میں ڈال دیا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

AlFaez



⊙ — امام زخمی تھے اس حالت میں مخالف فوج کو آواز دی، کیا تم میں سے کوئی ایسا بھی نہیں ہے جو کہ مجھ تشنہ کو پانی پلادے - ابن سعد کی فوج میں سے ایک درویش نکلا اس کے ہاتھ میں ایک ڈولچی تھی کہا کہ لیجئے پیجئے امام اس کو خدا کی قدرت دکھانے کے لئے اپنے خیمے کی طرف لے گئے اور بصورت کنواں ایک گڑھا کھودا اس میں سے پانی نکلا - یہ دکھا کر درویش کو فرمایا کہ ہم پانی کے محتاج نہیں (گویا پانی پی چکے ہیں للمؤلف) صرف ان ظالموں پر اتمام حجت کرتے ہیں (خلاصۃ المصائب ص۱۴۳) اس صورت میں ۱۰ محرم کو آپ نے پانی نکالا اور اگر بچوں کو پانی نہیں پلایا تو جرم کس کا ہوا؟

**قاسم کی شادی** دسویں محرم کے واقعات میں غیر معتبر کتابوں میں روایت دامادی قاسم بن حسن رض لکھی ہے کہ امام حسین رض نے اپنی دختر کا عقد بعد شہادت انصار و عزیزان جس وقت حضرت عباس اور عون آپکے بھائی (یہاں عون کو آپ کا بھائی لکھا گیا ہے اور متعدد دیگر مقامات پر بھانجہ یعنی سیدہ زینب رض کا بیٹا) امام حسین رض اور حضرت قاسم کا نکاح فاطمہ سے پڑھایا - یہ واقعہ کتب جدیدہ و قدیم میں مثل بن قولویہ کے کامل الزیارۃ ارشاد شیخ مفید، کتاب المزار سید مرتضیٰ علم الہدیٰ (یہاں مزید ۲۵ کتب کے نام ہیں) اس روایت مقطوع الکذب کو نہیں لکھا -

چنانچہ ایک معتبر کتاب کی عبارت آپ بھی سن لیجئے :- "وازقبیل ہمیں خرافات ست آنچہ مابین عوام الناس اشتہار گرفتہ کہ حضرت فاطمہ بنت الحسین رض را در کربلا با حضرت قاسم بن الحسن رض عقد بستند" (ملخص تصویر کربلا ص۱۴۱ تا ۱۴۲)

**لاش کی پامالی** یہ روایت مجالس و محافل کی جان ہے کہ حضرت امام حسین رض کا سر کاٹ لیا گیا اور ان کی لاش پامال کر دی گئی - اب اس کے متعلق بھی سنیئے :-



جب کوفی افواج نے امام حسین رض کی نعش کو پامال کرنے کا ارادہ کیا تو فضہ نے وہاں ایک شیر دیکھا - اس کو مخاطب کر کے کہا: اے ابوالحارث تجھ کو معلوم ہے کہ دشمنوں نے کیا ارادہ کیا ہے؟ کہ کل کو امام حسین رض کی نعش کے ساتھ کیا کرے گا - (اس وقت ہی نعش پامال کیوں نہ کی گئی) ان کا ارادہ ہے کہ گھوڑے ان پر دوڑا دیں - تو شیر چلا اور اس نے اپنا ہاتھ حسین رض کے جسم پر رکھا - تو سوار آئے جب انہوں نے شیر کو دیکھا تو ان سے عمر بن سعد نے کہا کہ یہ فتنہ ہے - اس کو نہ اٹھاؤ، واپس چلو، تو سب واپس چلے گئے - (اصول کافی ترجمہ ص۶۹۵) -

دروغ گفتن را سلیقہ باید - ان لوگوں کا شیر سے ڈر کر بھاگ جانے کا بیان اتنا بڑا جھوٹ ہے جو بس ان لوگوں کو ہی زیب دیتا ہے - وہ لوگ تو بڑے بڑے **شیروں کو ہلاک کرنے والے** تھے اور پھر **پورا لشکر** ایک شیر سے بھاگ نکلا - امام رض کے شہید ہونے کے بعد لوگوں نے ان کے جسم پر گھوڑے دوڑانے کی اجازت ابن سعد سے طلب کی (اجازت کے بغیر نعش کی پامالی سے کیا امر مانع تھا) اس نے اختیار دے دیا اور لوگوں نے اسکی تیاری کر دی (گویا کسی میلہ دیکھنے کی تیاری کر رہے ہیں) معاً قدرت خدا سے ایک شیر ظاہر ہوا اور امام رض کے جسم پر آکر بوسہ دیا - اور آسمان کی طرف رخ کر کے کچھ کہا - پھر جو لوگ گھوڑے دوڑانے کے ارادے سے آئے تھے ان پر حملہ کر دیا اور تیرہ دشمنوں کو مار دیا (راوی کو خدا نے شمہ بھر بھی عقل دی ہوتی تو وہ ایسی بے سر و پا نہ ہانکتا - اگر لشکر کا ہزارواں حصہ بھی ایک ایک تیر چلاتا تو شیر کا جسم تیروں سے چھلنی ہو جاتا) بقیہ بھاگ گئے - اور جسم امام محفوظ رہا (ملخص خلاصۃ المصائب ص۲۳-۲۴)

Presented by: https://jafrilibrary.com

AlFaez



مصنف جلاء العیون لکھتا ہے کہ دوسرے روز نعش پامال کی گئی۔

## صبرِ حسینؓ کی ایک جھلک

آج صبرِ حسینؓ کے نظائر پیش کرکے جو غل غپاڑہ مچایا جاتا ہے۔ معتبر کتبِ شیعہ صریحاً اس کا الٹ بیان کرتی ہیں۔ اہلِ سنت کی تاریخوں میں سیدنا حسینؓ کو صبر و رضا کا پتلا، شجاعت و بسالت کا ضیغم اور حوصلہ و مردانگی کا شہسوار بیان کیا گیا ہے، مگر شیعہ کہتے ہیں کہ:۔

(۱)۔ "امام مارے پیاس کے اپنی زبان چباتے تھے (خلاصۃ المصائب)

(۲)۔ بار بار پانی مانگتے اور زمین پر پاؤں رگڑتے ( ایضاً )

(۳)۔ نعرہ مار کر رو دیئے ( ایضاً )

(۴)۔ حالِ قاسمؓ پر آہ کھینچ کر اس شدت سے روئے کہ اہلِ بیتِ اطہار بیتاب ہو کر خیمہ سے نکل پڑے (ص۸۲) سب اہلِ بیت نے جو قاسم کو عازمِ جنت دیکھا تو شور و غوغا، واویلا وامصیبتا بلند کیا (ص۸۷) حضرت بہت شدت سے روئے اور سب اہلِ بیت منہ پر طمانچے مارتے تھے اور گریبان چاک چاک واویلا کا غل و شور مچاتے تھے (ص۹۰) حضرت نے ایک چیخ ماری شدت سے روئے۔ اہلِ بیت نے جو نعش علمبردار کو دیکھا ماتم علمبردار میں بال کھول دیئے اور شور و واویلا، وامصیبتا بلند ہوا اور امام ماتم عباس میں کچھ شعر پڑھ کر رو دیتے تھے (ص۹۶)

آپ نعش مجروح اکبر پر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (ص۱۱۶)

حضرت زینبؓ مثل خورشید درخشاں خیمہ حسینؓ سے سر و پا برہنہ نکل کر جانبِ مقتل دوڑیں اور فریاد و واویلا کرتی تھیں (ص۱۱۷)

یہ حوالہ جات صرف ایک کتاب خلاصۃ المصائب سے نقل کئے گئے ہیں



ورنہ شیعیت کی دنیا ایسے خرافات سے بھری پڑی ہے۔

حضرت حسینؓ کی خاندانی حیثیت، قومی غیرت، ذاتی شجاعت و ہمت کی شان کے خلاف یہ بازاری لوگوں کا سا طرزِ عمل شیعوں کو ہی مبارک ہو

"ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو"۔

## کیا سیدنا حسینؓ آخر وقت تک اپنے موقف پر قائم رہے؟

(۱)۔ مسلمؓ جب کوفہ میں ابن اشعث کے ہاں روپوش ہوئے تو فرمایا تو مجھے امان تو نہیں دے سکتا۔ مگر حسینؓ کو پیغام بھیج دے کہ وہ یہاں نہ آئیں۔

(تلخیص از طبری جلد ۲ ص۲۰۲ طبع دکن) جلاء العیون ص۱۵۲ ج ۲)

گویا مسلم بن عقیل نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ حسین کا یہ سفر جہاد کی نیت سے نہیں ہے بلکہ حصولِ خلافت کے لئے ہے۔

(۲)۔ حسینؓ ابن علی کو مسلم کا خط ملا۔ تو واپسی کا ارادہ کیا۔ مگر مسلم کے بھائی کہنے لگے، ہم واپس نہیں جائیں گے (تلخیص الطبری جلد ۲ ص۲۱۷) ابن خلدون جلد ۵ ص۹۵)

(۳)۔ مسلم کی شہادت کا حال سن کر حسینؓ نے واپسی کا ارادہ کر لیا۔ مگر برادرانِ مسلم نے کہا ہم جب تک مسلم کے قتل کا بدلہ نہ لیں گے واپس نہیں جائیں گے۔

(عمدۃ المطالب فی انساب علی ابن ابی طالب ص۱۲۹ طبع لکھنؤ)

(۴)۔ امام حسینؓ منزل ثعلبیہ میں تھے کہ خبر قتلِ مسلم پہنچی۔ آپ پسرانِ عقیل کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے کہا ہم جب تک مسلمؓ کے قتل کا بدلہ نہیں لیں گے، واپس نہ ہوں گے (جلاء العیون ص۱۶۳ جلد دوم)

مندرجہ بالا تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر کو نہ ہی مسلمؓ نے جہاد سمجھا اور نہ ہی حسینؓ نے۔ مسلم بوقت شہادت حسینؓ کو پیغام بھیجتے ہیں کہ کوفہ کا ارادہ ترک کر دیجئے۔ حسینؓ واپسی پر آمادہ ہو گئے۔ مگر برادرانِ مسلمؓ

Presented by: https://jafrilibrary.com

AlFaez



مانع ہوئے۔ ثعلبیہ سے بعد کا سفر آپ نے محض فرزندانِ عقیلؑ کی تالیفِ قلب کے لئے کیا نہ کہ ارادہ جہاد سے، یہاں تک کہ آپ کربلا کے مقام پر پہنچ گئے۔

(۵)۔ ابن سعد نے قرہ بن قیس کو آپ کے پاس بھیجا۔ اس نے تشریف آوری کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا مجھے کوفیوں نے خطوط لکھ کر بلایا ہے۔ اگر میرا آنا تمہاری طبع کے خلاف ہے تو میں پلٹ جاؤں۔ (تصویر کربلا ص ۲۶)۔ اس کے بعد آپ نے قطعہ اراضی جس کا رقبہ چار مربع میل کے قریب تھا اور جو ماریہ، غاضریہ، نینوا، قادسیہ، شفیعہ اور عقر وغیرہ کے دیہات کے لوگوں کی ملکیت تھا، ساٹھ ہزار درہم میں خرید لیا (تصویر کربلا ص ۲۴)۔ اس روایت سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کربلا کا قطعہ اراضی کئی آباد اور سرسبز و شاداب گاؤں کے درمیان ایک سرسبز میدان تھا وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہاں مستقل قیام کا ارادہ فرما لیا تھا۔ مگر برا ہو شیعان کوفہ کا انھوں نے آپ کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ کہ اگر آپ زندہ بچ گئے اور ہمارے ہزاروں خطوط امیر یزید کو پیش کئے تو ہم مارے جائیں گے۔ آپ نے آخری وقت تک کوشش کی کہ مجھے یزیدؒ کے پاس جانے دیا جائے۔ مجھے واپس جانے دیا جائے، مجھے کسی سرحد کی طرف نکل جانے دیا جائے۔ مگر شیعان کوفہ نے ایک نہ سنی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو شیعوں کے ممتاز عالم شریف المرتضےٰ متوفی ۴۳۶ھ جو نہج البلاغہ کی تالیف میں شریک رہے، کیا کہتے ہیں:۔

(۶)۔ وَقد روی انہ، علیہ السلام قال لعمرو بن سعد اختار وامنی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منہ اوان اضع یدی علی ید یزید۔ فھو ابن عمی یری فی رأیہ وامار یسیروا بی الی ثغر من ثغور المسلمین فاکون رجلا من اھلہ



وقالی مالہ، وعلی ما علیہ، (کتاب الشافی شریف المرتضیٰ ص ۱۷۱) [1]

حضرت حسینؓ سے پختہ روایت ہے کہ آپ نے عمر بن سعد سے کہا میری تین باتوں (شرطوں) میں سے ایک پسند کر لو۔

(۱) = یا تو اس جگہ لوٹ جانے دو، جہاں سے میں آیا ہوں

(۲) = یا یہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ پر رکھ دوں، جبکہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے۔ تو وہ میرے متعلق اپنی رائے خود قائم کر لے گا۔

(۳) = یا پھر مجھے مسلمانوں کی سرحدات میں سے کسی سرحد کی طرف روانہ کر دو۔ تو میں وہیں کا باشندہ بن جاؤں گا۔ پھر جو نفع و آرام وہاں کے لوگوں کو حاصل ہوگا، وہی مجھے بھی ملے گا اور جو نقصان اور تکلیف وہاں کے لوگوں کو ہوگی وہی مجھے بھی ہوگی۔

شریف الرضی کی اس روایت سے صرف یہی ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا۔ بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نہایت بے کسی اور بے بسی کے انداز میں شیعانِ کوفہ سے عاجزانہ طور پر یہ التجا کر رہے ہیں۔ یہ الفاظ ایک ایسے غالی شیعہ کے ہیں جس کی شخصیت شیعوں کے ہاں مسلمہ ہے۔

اسی شریف المرتضیٰ سے ڈیڑھ سو برس پہلے کا ایک غالی شیعہ مؤلف الامامۃ والسیاسۃ [2] لکھتا ہے: چنانچہ حضرت حسینؓ نے عمر بن سعد کو مخاطب کر کے کہا:۔

---

۱۔ شریف المرتضیٰ ابو القاسم علی بن حسن بن موسیٰ بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن جعفر (الصادق) بن محمد باقر بن علی (زین العابدین) حسین بن علیؓ مرتب نہج البلاغہ)۔ (بقیہ حاشیہ اگلا صفحہ)

Presented by: https://jafrilibrary.com

AlFaez



۷۔ یا عمرو، اختر منی ثلاث خصال اما ان ترکنی ارجع کما جئت
ابیت ھٰذہ فاخر لی سیری فی الترک اقاتلھم حتی اموت او تسیرنی الی یزید
فامنع یدی فی یدہ فیحکم بما یرید فارسل عمر والی ابن زیاد بذالک
فھم ان یسیر الی یزید۔ (ج ۲ صفحہ ۷۶ مطبوعہ مصر ۱۳۳۶ھ)

"اے عمرو یہ تین شرطیں میری مان لو، یا مجھے جہاں سے آیا ہوں لوٹ جانے دو۔ اگر یہ منظور نہ ہو تو (کفار) ترک کی طرف بھیج دو کہ قتال اُن سے کرتا رہوں۔ حتیٰ کہ مرجاؤں، یا مجھے یزیدؒ کے پاس بھیج دو کہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں۔ پھر وہ میرے متعلق جو مناسب سمجھے فیصلہ کرے۔ عمر بن سعد نے اس بارے میں ابن زیاد سے رجوع کیا۔ اس نے بھی حسینؓ کو یزیدؒ کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا۔"

اس روایت کا بھی مفہوم تقریباً وہی ہے جو شریف المرتضیٰ کی کتاب الشافی میں مرقوم ہے، بلکہ اس روایت سے ایک اور حقیقت سامنے آتی ہے۔ یعنی آپ ترکوں سے جہاد کرنے کا ارادہ ظاہر فرما رہے ہیں۔ اور جہاد امیر کی اجازت یا حکم کے بغیر جائز ہی نہیں اس سے یہی مطلب اخذ ہوتا ہے۔ آپ نے یزیدؒ کی بیعت کا ارادہ کر لیا تھا اور اگر واپس جانے کا ارادہ تھا تو اس صورت میں بھی گویا آپ نے امیر یزیدؒ کی خلافت کو تسلیم کر لیا تھا۔ مگر آپ کی یہ تمام

([illegible] ۵۵)

ع (بقیہ از حاشیہ پچھلا صفحہ) الامامۃ والسیاسۃ کے متعلق محققین یہ فیصلہ دے چکے ہیں کہ اس رسوائے زمانہ کتاب کا مؤلف محمد عبداللہ بن مسلم اللہ ابن قتیبہ نہیں بلکہ یہ کتاب کسی مجہول غالی رافضی کی تالیف ہے ملاحظہ ہو العواصم من القواصم ص۲۴۸ تعلیقہ علامہ خطیب مؤلفہ علامہ محمود احمد عباسی تفصیل کے لئے دیکھئے ۶۶



کوششیں بے سود ثابت ہوئیں اور حضرت عقیلؓ کی اولاد جلد بازی، عاقبت نا اندیشی اور کم فہمی اور شیعانِ کوفہ کی غداری نے بالکل اسی طرح جس طرح جنگِ جمل یا صفین میں جبکہ فریقین آمادہ صلح تھے۔ سبائیوں نے اَلّا بول کر دونوں فریقوں کو غلط فہمی میں مبتلا کر کے جنگ کرادی تھی۔ کربلا کو بھی خانوادہ رسالت کے خون سے لالہ زار بنا دیا۔

الغرض شیعہ مذہب کی تمام معتبر کتب میں مذکور ہے کہ سیدنا حسینؓ نے کربلا میں تین شرطیں پیش کی تھیں (۱) واپس جانے دو۔ (۲) سرحدات کی طرف جہاد کے لئے یا کہیں قیام کے لئے جانے دو (۳) یزید کے پاس جانے دو کہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں۔

دور حاضرہ کا مشہور شیعہ مورخ جسٹس امیر علی بھی اپنی مشہور تالیف ہسٹری آف دی سارسینز طبع لندن باب ۷، ص ۸۵ پر اسی حقیقت کا مؤید ہے تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۴۳ پر تفصیلاً یہی بیان موجود۔ شیعہ مذہب کی تقریباً تقریباً تمام معتبر کتب میں مندرج یہ فقرہ "ہر چند قصد رجوع کرد، ممکن نہ شد"۔ ان تھرڈ کلاس ذاکرین یا واعظین کے مٹانے سے یہ دین مٹ نہیں سکتا۔

اب اگر حضرت حسینؓ نے امیر یزیدؒ کی مفروضہ برائیوں، بداعمالیوں اور فسق و فجور سے متاثر ہو کر اعلانِ جہاد کیا تھا تو آخر وقت میں اس جہاد سے منحرف کیوں ہو گئے۔ اور یہ کیوں کہا کہ مجھے یزیدؒ کے پاس جانے دو یا واپس جانے دو یا یمن کی سرحدات کی طرف نکل جانے دو۔ اپنے موقف سے رجوع صریحاً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ اعلائے کلمۃ الحق کے نظریہ کے تحت عازم کوفہ نہیں ہوتے تھے بلکہ حصول خلافت کے لئے آپ نے یہ سفر اختیار کیا تھا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

AlFaez



(۲)-یہ واقعہ سُنکر اُس نے دانتوں تلے انگلی دبالی (نہج الاحزان ص۳۲۱)
(۳)-رَدّ اٹھا۔ (خلاصۃ المصائب ۴۴ ص۲۹۳-۳۲۶)
(۴)-اس کی عورت رُوتی ہوئی بے پردہ محل سے باہر دربار یزید میں پہنچ گئی۔ (خلاصۃ المصائب ص۳۱۵)
(۵)-یزید نے اپنی عورت کو کہا اے ہند فرزند رسُولِ خداؐ اور بزرگ قریش پر نوحہ وزاری کر۔ (جلاء العیون)
(۶)-یزید نہ صرف جلوت میں بلکہ خلوت میں بھی روتا تھا (۴۴ ص۲۹۳)
(۷)-اس کی ہمشیرگان روتی تھیں۔ (خلاصۃ المصائب ص۲۹۴)
(۸)-اس کی دختران روتی تھیں۔ ( " " ص۲۹۳)
(۹)-اہل بیت نے ماتم کی اجازت مانگی۔ یزیدؒ نے ایک مکان خالی کرادیا اور سات شبانہ روز ماتم رہا۔ (خلاصۃ المصائب ص۲۹۲)
(۱۰)-تباہ حال قافلہ جب دمشق پہنچا تو یہ دیکھ کر یزیدؒ رو پڑا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رُومال تھا جس سے آنسوں پونچھتا جاتا تھا۔ اس نے سب کو اپنی زوجہ ہند بنت عامر کے پاس بھیجدیا جب اہلِ بیت حسینؓ محل میں پہنچے تو گریہ زاری بلند ہوئی جس کی آواز بھی سنائی دیتی تھی۔ (خلاصۃ المصائب ص۲۹۳)
(۱۱)-امام حسینؓ کا سر سونے کے طشت میں رکھا۔ اور کہا اے حسینؓ تم پر خدا کی رحمت ہو۔ تمہارے ہنسنے کی جگہ کیسی اچھی ہے (ایضاً ص۳۰۳)
(۱۲)-حضرت علیؓ (زین العابدین) کی عزت اور اہل بیت کو اپنے گھر میں جگہ دی اور صبح وشام اِمام زین العابدین کو اپنے دسترخوان پر بلاتا تھا۔ (جلاء العیون)

Presented by: https://jafrilibrary.com



(۱۳)-یزیدؒ نے حکم دیا کہ اہل بیت کو خاص مکان میں اُتارا جائے۔ اور اُن کی ضرورت کی ہر چیز بہم پہنچائی جائے۔ جب تک زین العابدین دسترخوان پر نہ آتے کھانا نہ کھاتا اور آرام نہ کرتا (طراز مذہب مظفری ص۴۶۸)
(۱۴)-مُلّا اسحٰق اسفرائینی اور صاحب ناسخ التواریخ نے لکھا ہے کہ یزیدؒ نے مجمع عام میں تقریر کی جس میں فرداً فرداً سب قاتلین حسینؓ پر لعنت کی (ملخص ترجمہ مقتل الم الفرائینی ص۱۹۸)
(۱۵)-حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے اور داماد حضرات حسنینؓ کے بہنوئی یعنی زینبؑ کے خاوند یعنی عبداللہ جنہوں نے حضرت حسینؓ کے کوفہ کو روانگی کے وقت زینب کو روکنا چاہا اور وہ نہ رکیں اور انہوں نے طلاق دے دی اور اپنا بیٹا اُن سے لے لیا۔ یزیدؒ کو مدرک امی دالی سے خطاب کیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ کے ایک بیٹے کا نام معاویہ تھا۔ معاویہ کا مدح یزید میں ایک شعر ہے:-

اذا مرق الاخوان وذھم
سید اخوان الصفا یزید

(شیعوں کی مشہور کتاب الاعلام الزرکلی ص۱۷۳)

(۱۶)-شمر جب حضرت حسینؓ کا سر لے کر دربارِ یزید میں پہنچا اور کہا:-

املاء رکابی فضۃ وذھبًا ۔ قتلت خیر الخلق اما وابا

یعنی میرے طشت کو سونے چاندی سے بھر دے۔ میں نے اسے قتل کیا ہے جو تمام جہان میں ماں باپ کی طرف سے بہتر تھا۔
اس کا جواب یزید کی طرف سے سُنئے:-
"خدا تیرے رکاب کو آگ سے بھرے۔ تیرے لئے خرابی ہو۔ جب تو

AlFaez



جانتا تھا کہ حسینؓ بہترین خلق ہیں تو تو نے اُسے قتل کیوں کیا۔ نکل جا میرے سامنے سے تیرے لئے میرے پاس کوئی جائزہ نہیں"۔ (ایضاً ص۲۰۰)

(۱۷)۔ اس موقع پر ناسخ التواریخ کے کلمات بھی سُن لیجئے "میری طرف سے ہرگز تجھے انعام نہ ملے گا"۔ (ص ۲۶۹)

(۱۸)۔ دمشق سے امام زین العابدینؒ کو روانگی کے وقت کہا۔ خدا ابن مرجانہ کا بُرا کرے۔ واللہ اگر میں موجود ہوتا تو حسینؓ جو مانگتے، دیتا۔ اور ان سے اِس بلا کو دفع کرتا اگرچہ وہ میرے فرزندوں کی ہلاکت کا موجب بنتا۔ (ص۵۰۴)

(۱۹)۔ ابن زیاد ملعون نے حسینؑ کے معاملے میں جلدی کی یزید اُن کے قتل پر ہرگز راضی نہ تھا (جلاء العیون ص۵۲۲)

(۲۰)۔ حسینؑ کو اس نے قتل کیا خدا اس کو غارت کرے (طراز مذہب مظفری ص۵۵۶)

(۲۱)۔ خدا لعنت کرے ابن مرجانہ کو میں نے اُسے آپ کے والد کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا۔

(احتجاج طبرسی)

(۲۲)۔ خلاصۃ المصائب، احتجاج طبرسی، جلاء العیون، ناسخ التواریخ سے اس قسم کے بیسیوں حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں کہ یزید حسینؓ کے قتل سے بالکل بَری ہیں۔

(۲۳)۔ رُخصت کے وقت سیدہ اُمّ کلثوم کو ایک تھیلی دیتے ہوئے کہا:

خذ ھٰذا المال ما اصابکم۔

## امیر یزیدؒ

سانحہ کربلا کو آڑ بنا کر روافض نے تاریخ کو مسخ کرنے کی سعی میں جو اکاذیب کے پلندے تیار کئے ان میں سرفہرست یزیدؒ اپنے ہم قافیہ لفظ پلید کے ساتھ روافض کے علاوہ اہل سُنت کے جُہلا کے قلوب واذہان پر بھی اس طرح مسلط ہے کہ جب تک اپنی مجالس و محافل حتیٰ کہ خلوت کی نجی صحبتوں میں کسی بدنام و رسوا شخص کا ذِکر کر رہے ہوں!



جب تک گھسیٹ کر یزید کو درمیان میں نہ لائیں ان کو گویا کھایا پیا ہضم ہی نہیں ہوتا۔

چند لمحات کے لئے ہم اسے ایک متنازعہ امر سمجھ کر اس موضوع کی موافقت یا مخالفت سے دستبردار ہو کر نتیجہ اللہ کے سپرد کردیں تو کسی حد تک گوارہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر جب سینکڑوں واضح، بیّن، واشگاف اور ظاہر و باہر حقائق اس امر کی موید ہوں کہ امیر یزیدؒ کے سر جو عمامۂ خباثت و شیطنت باندھا جا رہا ہے جو جُبّہ بداعمالی اُسے پہنایا جا رہا ہے یہ سب محض باطل اور پلندہ کذب و افتراء ہے تو ایک منصف مزاج آدمی کے لئے خاموشی اختیار کر لینا شرعاً اور اخلاقاً بھی ایک ناقابل معافی جُرم بن جاتا ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے ذیل کے امورات پر توجہ کیجئے:۔

روزانہ اوسط سفر ۳۵ تا ۴۰ میل

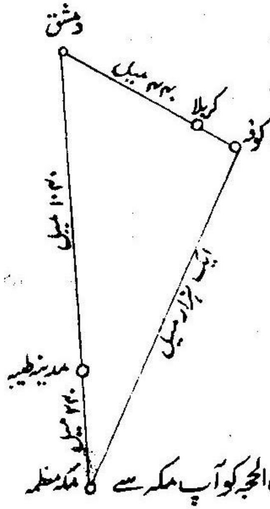


سیدنا حسینؓ مدینہ سے ۲۷ رجب کو چلے اور مکہ میں ۵ شعبان کو پہنچے۔ روزانہ اوسط = ۴۰ میل۔ اگر مکہ سے کربلا ۱۰۰۰ میل کو تیس دن میں پہنچے تو اوسط سفر ۳۳ میل روزانہ بنتی ہے۔ اگر بقول بعض روافض یکم محرم کو پہنچے تو اوسط سفر ۵۴ میل روزانہ بنتی ہے۔ اور یہ قطعاً ناممکنات سے ہے۔ صحیح یہی ہے کہ ۸ یا ۹ محرم کو کربلا پہنچے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ۸ ذی الحجہ کو آپ مکہ سے

Presented by: https://jafrilibrary.com

AlFaez



روانہ ہوئے۔ والیٔ مکہ نے آپ کی روانگی کی اطلاع امیر یزیدؒ کو آپ کی روانگی کے بعد دی۔ گویا مکہ سے جو قاصد دمشق کو روانہ ہوا وہ ۹ ذی الحجہ کو روانہ ہوا۔ مکہ سے دمشق کا فاصلہ ۱۰۴۰ + ۲۴۰ = ۱۲۸۰ میل ہے، اور دمشق سے کوفہ کا فاصلہ ۴۴۰ میل ہے۔ یعنی مکہ سے یہ سفر اوسطاً ۵۷ میل روزانہ بنتا ہے۔ مکہ سے ایک قاصد نے ۵۷ میل روزانہ سفر کر کے ابن زیاد کو امیر یزیدؒ کا حکم پہنچایا کہ حسینؓ کو قتل کردو۔ ایسی پادر ہوا گپ ہے جس سے بڑھ کر کسی ایسی ہوائی کا وجود محض باطل ہو کر رہ جاتا ہے۔

یہاں مجھے یزیدؒ کی وکالت مطلوب ہے، نہ صفائی۔ میں نے ارباب بصیرت کے سامنے ایک حقیقت پیش کی ہے۔ ہر صاحب ادراک منصف مزاج ذہن فوراً یہ نتیجہ اخذ کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا کہ مکہ سے کوفہ کا فاصلہ ایک ہزار میل ہے۔ مکہ سے دمشق کا فاصلہ ۱۲۸۰ میل ہے۔ گویا مکہ سے دمشق پہنچنے والا قاصد ابھی دمشق بھی پہنچنے نہ پایا تھا کہ حسینؓ شہید ہو گئے۔ یہاں اس بات کو بھی ذہن میں رکھیئے کہ اس زمانہ میں سفر کی منزلیں مخصوص ہوتی تھیں۔ مخصوص منزلوں پر ہی پانی، خوراک یا چارے کا انتظام ہوتا تھا۔ منزل سے ادھر یا ادھر قیام موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ ان کوائف کی روشنی میں صاف نظر آتا ہے کہ جس روز یزیدؒ کا حکم لے کر قاصد کوفہ پہنچا۔ اگر اس کا روزانہ سفر ۳۵ میل کی اوسط کا رہا تو اس نے ۵۹ دن میں سفر کیا اور حسینؓ اس کے پہنچنے سے ۲۹ دن پہلے شہید ہو چکے تھے۔

میں دنیا بھر کے جغرافیہ دانوں اور ریاضی دانوں کے سامنے یہ سوال پیش کر کے انصاف کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ کسی قاعدے



یا فارمولے سے یہ ثابت کردیں کہ شہادت حسینؓ سے پہلے یزیدؒ کا حکم کوفہ میں پہنچ چکا تھا۔ کوفہ یا کربلا میں جو کچھ ہوا شیعان کوفہ کا اپنا کیا ہوا ہے۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ مدینہ سے روانگی کی اطلاع پر یزیدؒ نے احتیاطاً کوفہ کی گورنری ابن زیاد کے سپرد کردی تھی کہ ہوسکتا ہے شیعان کوفہ حسینؓ کو ورغلا کر لائیں اور بغاوت کردیں۔ اور یزید کا یہ خیال مسلم کے کوفہ پہنچنے پر صحیح ثابت ہوا۔ "الامامۃ والسیاسۃ" کا غالی مؤلف اس بات کا اعتراف کر چکا ہے کہ ابن زیاد بھی حسینؓ کے قتل پر رضامند نہ تھا اور حسینؓ کے قاتل کو اس کا بھرے دربار میں قتل کردینا اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ رہا مسئلہ یزیدؒ کا تو اگر ۱۰ محرم کو حسینؓ کی شہادت کی صحیح تاریخ مانی جائے تو ۵۳ میل روزانہ سفر کی اوسط اکیس محرم سے پہلے یزیدؒ کو آپ کی شہادت کا علم ہی نہیں ہوا۔

رہا یزیدؒ کا دوسرے امور میں کردار تو اس سلسلہ میں صرف مذہب شیعہ کی چند معتبر کتب سے سن لیجئے:۔

قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے نیچے سیدنا ابو ایوبؓ انصاری کو دفن کیا جاتا ہے۔ نصاریٰ کو معلوم ہوتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس قبر کو یہاں سے اکھاڑ پھینکیں گے یہ سن کر یزید جو کچھ کہتا ہے وہ ناسخ التواریخ کے مصنف غالی شیعہ کی زبان سے سنئے:۔

"اے قسطنطنیہ والو! ہمارے نبیؐ کے اس بزرگ اور بڑے صحابی کے مدفن کو تم دیکھ رہے ہو۔ خدا کی قسم اگر تم نے اس کی بے حرمتی کی تو یاد رکھو مملکت اسلامیہ میں جتنے گرجے ہیں سب کو نیست و نابود کردوں گا اور ملک عرب میں پھر کبھی ناقوس بجنے نہیں پائے گا۔" (جلد ۶ [illegible])

محمد بن حنیفہ کہتے ہیں:۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

AlFaez



"میں ان کے پاس گیا ہوں اور اُن کے پاس مقیم رہا ہوں۔ ان کو نماز کی پابندی کرنے والا، نیک کاموں میں سرگرم مسائل اور فقہ پر گفتگو کرنے والا اور سُنّت نبویؐ کی پیروی کرنے والا پایا ہے۔" (البدایہ والنہایہ ج ۸ صـ۲۳۳)

محمد بن حنیفہ نے یہ لفظ اس وقت کہے جب آپ کے سامنے یزیدؒ کی مفروضہ برائیاں بیان کی جانے لگیں۔ اور یہ واقعہ کربلا کے بہت بعد کا ہے۔

اب ذرا محمد بن حنیفہ کے متعلق بھی مصنف عمدۃ الطالب فی "انساب آلِ ابی طالب کی زبان سے سُن لیجئے۔

مصنف مذکور لکھتا ہے کہ آپ علم و زہد، شجاعت و عبادت میں زمانہ کی ایک بلند شخصیت تھے، اور وہ علیؓ بن ابی طالب کی اولاد ہیں حسنؓ اور حسینؓ کے بعد سب سے افضل تھے۔ (صـ۳۴۷)

محمد بن حنیفہ خود کہتے ہیں حسنؓ اور حسینؓ مجھ سے افضل ہیں لیکن میں علم میں ان دونوں سے بڑھ کر ہوں۔ (الاعلام زرکلی جلد۷ صـ۱۵۲)

چند روز ہوئے ایک علامہ بقل بطور اصاحب تشریف فرما ہوئے۔ دورانِ گفتگو فرمانے لگے کہ یزیدؒ پہلے تو نیک تھا۔ مگر خلیفہ بن کر بدکار ہو گیا راقم نے عرض کیا جناب ۲۶ رجب والی مدینہ نے حسینؓ کو معاویہؓ کی وفات کی خبر سنائی آپ نے وہاں "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھ کر اظہار تاسف کیا اور صبح دربار عام میں حاضر ہو کر امیر یزیدؒ کی بیعت کا وعدہ کیا۔ ۲۷ رجب کو صبح عازم مکہ ہو گئے۔ انہیں چند گھنٹوں میں ہی یزید کے اعمال بد کا علم ہو گیا تھا۔ ۳۸ سال کی عمر تک جس آدمی کے کردار پر کسی نے انگلی تک نہ



اُٹھائی تھی وہ صرف ایک رات کے چند گھنٹوں میں فاسق فاجر ہو گیا۔ یا للعجب!

**فیصلہ کن:-** لیجئے آپ کے سامنے ایک فیصلہ کن بات پیش کرتا ہوں۔ یہ شجرہ تصویر کربلا اور شیعہ سُنی اتحاد کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ علی کے اٹھارہ بیٹے تھے

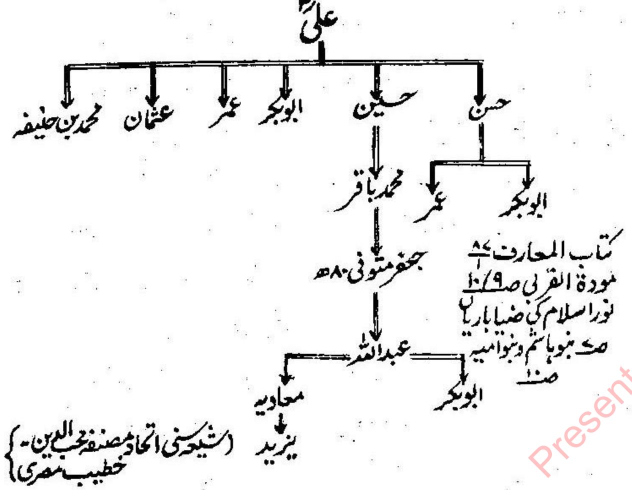


یعنی کہ علوی گھرانہ کے افراد معاویہؓ اور یزیدؒ کو بہترین افرادِ اُمت میں شمار کرتے تھے اور اپنی اولاد کے نام اُن کے ناموں پر رکھتے تھے۔ بلکہ واقعہ کربلا کے بعد درجنوں علوی شہزادیاں اموی شاہزادوں سے بیاہی گئیں۔

سیدنا علیؓ کی تین بیٹیاں اموی سادات کے نکاح میں آئیں۔

(۱) — رملہ جو اُم سعید کے بطن سے تھیں۔ معاویہؓ بن حکم کے نکاح میں تھیں (جمہرۃ الانساب صـ۸۰ مقام بنی اُمیہ ج (صـ۱۲ بنی ہاشم اور بنو امیہ کے تعلقات صـ۱۰۳)

(۲) — خدیجہ بنت علیؓ عبدالملک بن مروان کے نکاح میں (البدایہ ج ۹ صـ۶۹)

Presented by: https://jafrilibrary.com

AlFaez



تاریخ الامت ج ۳ ص۷ بنو ہاشم اور بنو اُمیہ کے تعلقات ص۱۰۳)

(۳)۔ سیدہ بنت علیؓ۔ عبدالرحمٰنؒ بن عبداللہ بن عامر اموی کے نکاح میں جمہرۃ الانساب ص۶۸ بنو ہاشم و بنو امیہ ص۱۰۴)

## سیدنا حسنؓ کی چھ پوتیاں اموی سادات کے نکاح میں

(۴)۔ سیّدہ نفیسہ بنت زید بن حسنؓ ولید بن عبدالملک بن مروان کے نکاح میں۔ اس نکاح کے بارے میں صاحب عمدۃ الطالب نے تزوجت کی بجائے خرجت الی الولید لکھ کر اپنا منہ کالا کیا ہے۔ یہ زید بھی کربلا میں موجود ہونے کے باوجود اپنی بیٹی کا نکاح ولید اموی سے کر دیتے ہیں۔

(۵)۔ خدیجہ بنت حسین بن علی عبدالملک بن حکم سے بیاہی گئی جن سے کئی اولاد پیدا ہوئی۔ (جمہرۃ الانساب ص۱۰۱) مقام بنی امیہ ج۱ ص۱۲۱)

(۶)۔ زینب بنت حسنؓ مثنٰی ابن حسن بھی عبدالملک سے بیاہی گئیں۔ (جمہرۃ الانساب ص۳۶ بنو ہاشم اور بنو اُمیہ کے تعلقات ص۱۰۵) حسن مثنٰی بھی کربلا میں موجود تھے اور زخمی ہوئے تھے۔

(۷)۔ اُمّ قاسم بنت حسنؓ مثنٰی۔ مروان بن ابان بن عثمان خلیفہ ثالث سے بیاہی گئیں اور اُن کے انتقال کے بعد زین العابدین کے نکاح میں آئیں۔ (کتاب المحبر ص۴۳۸ جمہرۃ الانساب ص۳۷)

(۸)۔ سیّدہ بنت حسن مثنٰی معاویہ بن مروان کے نکاح میں تھیں۔ (جمہرۃ الانساب ص۸۰/۱۰۰ بنو ہاشم اور بنو اُمیہ کے تعلقات ص۱۰۵)

(۹)۔ حمادہ بنت حسن مثنٰی اسماعیل بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کے نکاح میں تھیں (جمہرۃ الانساب ص۱۰۰) مقام بنو امیہ ج۱ ص۱۴ بنو ہاشم اور اُمیہ کے تعلقات ص۱۰۴)۔

Presented by: https://jafrilibrary.com



(۱۰)۔ سیّدہ اُمّ محمد بنت عبداللہ بن جعفر طیار۔ یزید کے نکاح میں تھیں۔

(۱۱)۔ سیّدہ سکینہ بنت حسینؓ جو کربلا میں موجود تھیں مصعب بن زبیرؓ کے مقتول ہونے کے بعد الاصبغ بن عبدالعزیز بن مروان کے نکاح میں آئیں۔ یہ الاصبغ عمر بن عبدالعزیز کے بھائی تھے ان کی دوسری زوجہ یزید کی بیٹی اُمّ یزید تھی (جمہرۃ الانساب ص۹۶/۹۷ (کتاب معرفت ص۹۴ کتاب نسب قریش ص۹۵ بنو ہاشم ایضاً ص۱۰۵)

(۱۲)۔ سیدہ سکینہ کا دوسرا نکاح زید بن عمر بن عثمان خلیفہ ثالث کے ساتھ ہوا۔ (کتاب نسب قریش ص۵۹ کتاب المعارف ص۹۳ طبقات جلد ۸ ص۳۸۰ - ایضاً ص۹۷)

(۱۳)۔ سیدہ ربیحہ بنت سکینہ مذکورہ کا نکاح عباس بن ولید بن عبدالملک سے ہوا۔ (کتاب نسب قریش ص۵۹ بنو ہاشم ایضاً ص۱۰۵ ص۱۰۶)

(۱۴)۔ فاطمہ بنت حسینؓ بن علی کا دوسرا نکاح حسنؓ مثنٰی کے بعد عبداللہ بن عمر بن عثمان خلیفہ ثالث سے ہوا (جمہرۃ الانساب ص۷۶ مقاتل الطالبین ص۱۸۰ کتاب نسب قریش ص۹۵ وغیرہ وغیرہ)

صرف علوی شہزادیوں سے ہی بیاہ نہیں ہوئے بلکہ بیسیوں اموی شہزادیاں علوی شہزادوں کے گھر میں تھیں۔ یہاں ان کا استیعاب ممکن ہے نہ ضروری۔ دکھانا صرف یہ مقصود ہے کہ واقعہ کربلا کو ان تمام علویوں اور امویوں نے محض ایک حادثہ سمجھا تھا اور تھا بھی ایک حادثہ۔ بہت بعد ابومخنف رافضی جیسے لوگوں نے اس پر حاشیہ آرائی کر کے غلط سلط روایات گھڑ کر امت میں تفرقہ پیدا کرنے کے لئے یہ صورت پیدا کی جس سے ہم صدیوں سے دوچار ہیں۔

ورنہ صرف سیدہ سکینہ کے نکاح سے ہی اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ کربلا میں موجود تھیں اور بعد میں الاصبغ برادر عمر بن عبدالعزیز کے نکاح میں آتی ہیں جن کے نکاح میں یزید کی بیٹی ام یزید

## کربلا میں بچنے والے

(۱)۔ نماز عصر کے وقت عمر سعد اپنے خیمہ میں بیٹھ گیا۔ اس کے پاس عقبہ بن سمعان کو پکڑ لایا گیا۔ یہ عقبہ رباب زوجہ امام حسینؓ کے ملازم تھے ان سے دریافت کیا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا رباب کا غلام ہوں۔ پس ان کو رہا کر دیا۔

AlFaez



(۲) ـ پھر مرقع بن ثمامہ اسدی کو لاتے۔ ان کو عمر سعد نے ازراہ کی طرف نکال دیا (تصویر کربلا ص۸۲)
(۳) ـ حسن مثنیٰ بن امام حسنؓ جب زخمی ہو کر گرے۔ ابو حسان ان کا ماموں اٹھا کر لے گیا۔
کوفہ میں علاج کیا اور تندرست ہونے پر مدینہ بھیج دیا۔ جناب حسینؓ نے قبل از معرکہ
کربلا ان کا نکاح فاطمہ سے کر دیا تھا۔ (اب دوبارہ بھی فاطمہ کربلا میں قاسم سے بیاہی جاتی ہیں۔
یا للعجب (تصویر کربلا ص۸۳ بحوالہ عمدۃ الطالب قمقام ناسخ التواریخ، کشف الغمہ،
ارشاد ریاض الشہادہ)۔ (۴) ضحاک بن عبداللہ مشرقی نے اپنا گھوڑا تیروں کے خوف
سے خیمہ کے اندر باندھ دیا۔ پیادہ جہاد کیا۔ آخر امام سے کہا میری بیعت اٹھا لیجئے
امام نے فرمایا میں نے بحل کیا وہ گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں چلے گئے (تصویر کربلا بحوالہ قمقام)
(۵) ـ علی (زین العابدین)۔ (۶) = زید فرزند امام حسنؓ۔ (۷) جناب احمد باقرؒ۔
(۸) ـ عبیداللہ بن حضرت ابوالفضل عباسؑ (تصویر کربلا ص۸۹)
(۹) ـ بروایتے دو فرزندان مسلم جو کوفہ میں قتل ہوئے تھے۔ یہ بھی امام حسینؓ کے ہمراہ تھے
(کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی للمؤلف) یہ فہرست حضرت امام محمد باقر کی روایت کے مطابق
ہے۔ جیسا کہ ملا نے مجلسی نے جلاء العیون میں محمد حسن قزوینی نے ریاض الشہادۃ میں اور صاحب
قمقام نے اپنی تالیف میں بیان کی ہے۔

## کچھ واقعہ کربلا کے متعلق

اس کتابچہ کی تدوین میں تمام تر شیعہ کتب کی روایات پر انحصار کیا گیا ہے جیسا کہ
حوالجات سے عیاں ہے۔ اس کے باوجود اگر یہ لوگ وہی رٹ لگائے جائیں کہ یزید کے لشکر نے
کربلا کے ریگستان میں گھیر کر حسینؓ کو شہید کیا۔ یزید معاذ اللہ کافر اور فاسق و فاجر تھا اور سیدنا
حسینؓ اعلائے کلمۃ الحق کیلئے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اور حادثہ کربلا کے بعد اہل بیت پر سختیاں
کی گئیں، بیڑیاں پہنائی گئیں، تنگ و تاریک جیل خانوں میں بند کیا گیا۔ بھوکا رکھا گیا تو اس
بات کے مدعی جھوٹے ہیں یا ان کے اسلاف جن کی کتب سے واقعہ کربلا نامی کتابچہ مرتب کیا گیا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com